

دنیا اور آخرت

دنیا اور آخرت کے اعتبار سے کائنات کی تقسیم اسلامی تصور کائنات کا ایک اور موضوع ہے۔ غیب و شہادت کے عنوان سے پہلے ہم جو کچھ عرض کر چکے ہیں اس کا تعلق ایسی دنیا سے تھا جو ہماری اس دنیا پر محیط ہے اور ہماری اس دنیا کو سنوارتا ہے۔ اگرچہ ایک اعتبار سے عالم آخرت عالم غیب ہے اور یہ دنیا عالم شہادت لیکن یہ وہ دنیا ہے جس میں ہمیں اس موجودہ دنیا کے بعد قدم رکھنا ہے لہذا اس کی وضاحت ایک علیحدہ عنوان کے تحت ضروری ہے۔ عالم غیب وہ دنیا ہے جہاں سے ہم آئے ہیں اور عالم آخرت وہ منزل ہے جہاں ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ حضرت علیؑ کے اس جملے کا بھی بھی معنی ہے:

رحم اللہ امرء اعلم من این و فی این والی این

الله کی رحمت ہو اس شخص پر جس نے یہ جان لیا کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟ کس منزل پر ہے؟ اور اسے کہاں جانا ہے؟

حضرت علیؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو، اس شخص پر جو یہ جان لے کہ کس چیز سے اس کی خلقت ہوئی ہے، کس چیز میں اسے جانا ہے، اور جس چیز سے وہ دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ اگر آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہوتا تو ہم یہ کہتے کہ مٹی سے ہماری خلقت ہوئی ہے، اسی میں ہمیں لوٹ کر جانا ہے، اور اسی سے دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ اگر آپ کا یہ ارشاد ہوتا ہے تو قرآن کی اس آیت کی طرف آپ کا اشارہ ہوتا

مِنْهَا خَلَقْنَاهُ وَفِيهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اخْرِيًّا

[۴]

۵۵

ہم نے تمہیں زمین سے تخلیق کیا ہے، اسی میں تمہیں لوٹایا جائے گا، اور پھر اسی سے دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔ ”سورہ طہ“ آیت

۵۵)

لیکن حضرت علیؑ کی نگاہ قرآن کی دوسری آیات کی جانب تھی کہ جو بلند تر مفہوم کی حامل ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم کس دنیا سے بہاں آئے ہیں؟ کس دنیا میں ہیں اور کس دنیا کی طرف ہمیں جانا ہے؟ دنیا و آخرت بھی غیب و شہادت کی مانند اسلامی تصور کائنات کے اعتبار سے دو مطلق مفہوم کی حامل ہے نہ کہ نسبی اور قرآن کی رو سے ان میں سے ہر ایک جدا عالم ہے جو چیز نسبی ہے، وہ کار دنیا اور کار آخرت ہے، یعنی اگر کوئی کام نفس پرستی کے تحت انجام دیا جائے تو وہ دنیوی کام ہو گا اور اگر بھی کام خدا اور رضائی اللہ کی خاطر ہو تو کار آخرت ہو گا، بعد میں ہم ”زندگی جاوید یا حیات اخروی“ کے عنوان سے دنیا و آخرت کے بارے میں تفصیل سے بحث کریں گے۔